ما ادخلت فی کتابی الجامع الا ما صحّ کہ میں نے اس کتاب میں صرف صحیح روایات درج کی ہیں (مقدمہ فتح الباری لابن حجرؒ عسقلانی ص۵) حافظ ابن حجر اس موقعہ پر فیصلہ کُن بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فقد استشکل بعض الائمۃ اطلاق اصحیۃ کتاب البخاری علی کتاب مالکؒ مع اشتراکھما فی اشتراط الصحۃ والمبالغۃ فی التحری والتثبت وکون البخاری اکثر حدیثاً لایلزم منہ افضلیۃ الصحۃ والجواب عن ذلک ان ذلک محمول علی اصل اشتراط الصحۃ فمالک لا یری الانقطاع فی الاسناد قادحاً فلذلک یخرج المراسیل والمنقطعات والبلاغات فی اصل موضوع کتابہ کالتعلیقات والتراجم ولاشک ان المنقطع وان کان عند قوم من قبیل ما یحتج بہ فالمتصل اقوی منہ اذا اشترک کل من رواتھما فی العدالۃ والحفظ فبان بذلک شفوف کتاب البخاری" (مقدمہ فتح الباری ص۸) اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام مالکؒ اور امام بخاریؒ دونوں نے شرائط کی پابندی اگرچہ کی ہے لیکن امام مالکؒ کی شرائط اتنی مضبوط نہیں جتنی کہ امام بخاریؒ کی۔ مثلاً اگر سند میں انقطاع ہے یا راوی مرسل ہے تو امام مالکؒ اسے ضعف کی علّت نہیں سمجھتے اور ایسی روایات کو درج کر دیتے ہیں۔ جب کہ امام بخاریؒ ایسی روایات کو درج نہیں کرتے۔ اس لحاظ سے امام بخاریؒ کی "الجامع الصحیح" امام مالکؒ کی موطا سے افضل و برتر ہے۔

مُرتد کو قتل کرنا کیسا ہے؟

سوال: اگر اسلامی حکومت مرتد کو قتل کرنے میں پس وپیش کرے تو کیا عام آدمی مرتد کو قتل کر سکتا ہے؟

چراغ الدین فاروق۔ شیخوپورہ۔

جواب:۔ اصلاً تو حکام اور عدلیہ کی ذمہ داری ہے کہ مرتد یا کسی بھی دوسرے مجرم کو شرعی سزا دینے میں نرمی نہ کرے۔ عام آدمی کا قانون کو ہاتھ میں لینا درست نہیں ہے لیکن اگر کوئی مسلمان غیرت میں آکر مرتد کو قتل کر دیتا ہے تو شرعاً یہ اگرچہ ناپسندیدہ ہے لیکن قاتل پر قصاص یا دیت لازم نہیں آئے گی۔ قاضی خانؒ لکھتے ہیں۔

"وردۃ الرجل تبطل عصمۃ نفسہ حتی لو قتلہ قاتل بغیر امر القاضی عمداً او خطاءً او بغیر امر السلطان او اتلف عضواً من اعضائہ لاشی علیہ"

(فتاویٰ قاضی خان ج ۴ ص ۴۷۲)۔